

شاہ سلیمان پہلواروی رح

عبد العزیز خطیب رحمانی شاذلی

انسان مجموعہ ہے، جسم، عقل، اور روح کا، ان میں سے ہر ایک کے کچھ تقاضے اور مطالبات ہیں، جسم انسانی کو تغذیہ اور حیاتیاتی اجزاء کی ضرورت ہے، عقل یا ذہن کو صحت مند اور توانا خیالات و احساسات کی حاجت ہے، اور روح آدمیت کو ایک غیر مرئی قوت، قدرت کاملہ سے رابطہ استوار و مضبوط کرنے کی احتیاج ہے، تاکہ انسانی شخصیت کی تشکیل و تعمیر باحسن وجوہ ہو سکے۔

اس کے علاوہ انسانی وجود اور اس کی ساخت و پرداخت میں عناصر تکوینی جمادات حیوانات اور نباتات کا بھی عمل دخل ہے، بعض اوقات ہمارے مشاہدہ میں آتا ہے کہ ایک انسان اپنی بے اعتدالی سے ذہنی مریض ہو کر جمود اور تعطل کا شکار ہو جاتا ہے، حالانکہ قدرت نے اسے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے، لیکن اپنی کج فہمی، اور کج روی کی بناء پر وہ جمود و تعطل کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے، یہ جمادات کا خاصہ ہے، کہ جمادات کے مانند ایسا انسان بے حس اور خود غرض ہو جاتا ہے، نیز انسانی جسم کی نشوونما نباتات کے مانند پروان چڑھتی ہے، وہ شگوفے کی طرح پھوٹتا، پھل کی طرح پھلتا، اور پھول کی مثال پھولتا ہے، اور زندگی کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا، پھول کی طرح کمہلاتا ہے اور آخر میں مرجھا جاتا ہے، کل نفس ذائقۃ الموت۔

آدمی کے ”حیوان ناطق“ ہونے پر سبھی کا اتفاق ہے، اس کے حیوانی و طبعی تقاضے و حیوانی سطح پر زندگی بسر کرنے کا یہی مطالبہ ہے

کہ وہ حیوانی یا جنسی جذبہ سے تعمیر نو یا تناسل و توالد کا کام لیتا ہے، شریعت کی روشنی میں عقد و نکاح کے ضابطے اسے انسانی شرف و غر سے ہم کنار کرتے ہیں، خلاف شرع، راستے زنا اور وقتی ناجائز تعلقات اسے اعلیٰ انسانی سطح سے گرا کر اسفل السافلین کے قعر مذلت میں جا پھینکتے ہیں

جہاں تک انسانی روح کی معراج اور ارتقاء کا تعلق ہے تو اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے، کہ جسم، عرض ہے اور روح جوہر ہے اور انسان کے وجود کا انحصار ذات ”ہوالحی القیوم“ پر ہے، لہذا ان سے رابطہ اور تعلق نیز ان کا ذکر ہی سکون خاطر اور اطمینان قلب کا موجب ہے وگرنہ والعصران لفی خسر۔ عقل اور علم انسانی محدود، ناقص اور نامکمل ہے، عقل بے مایہ امامت اور قیادت کی سزاوار نہیں، عقل اگر شتر بے سہار رہے تو یہ ”شرار بولہبی“ کی آئینہ دار ہے، اور یہ ”ابلیسی عقل“ ہی ہے جس کا مزاج خاص تخریب، سلب و نہب اور شر و قذہ انگیزی نیز خود غرضی، خود بینی، خود پسندی اور خود رائی پر مبنی ہے، اسی سے کفر و نفاق کے سوتے پھوٹتے ہیں، یہی سز چشمہٴ ضلالت و گمراہی ہے، البتہ اگر یہی عقل انسانی، عقل ابلیسی کا روپہلا اور بظاہر خوبصورت روپ دھارنے کی بجائے عشق یا بقول علامہ اقبال وحیٰ حق کے تابع ہو جائے تو یہی دانش برہانی، عقل انسانی، دانش نورانی کے خوبصورت پیکر میں شاہراہ حیات کو اپنی تابناکیاں بخشی ہوئی ہے، اور زندگی فلحنینیہ، حیوۃ طیبۃ کا مصداق بن جاتی ہے، اور مرد مومن کو زمرہ لایحزونوں میں شرکت کا اعزاز مل جاتا ہے۔

یہ تمہید طولانی ممکن ہے قارئین ”فکر و نظر“ کے کچھ حساس طبائع کو ناگوار گزری ہو! (جس کے لئے معذرت خواہ تصور کیا جائے) راقم الحروف کو بدو شعور سے غیر اختیاری طور پر ظاہری علوم و فنون کی تعلیم و تکمیل کے بعد اولیاء الرحمن اور بزرگان اہل تمیز سے خاص حسن عقیدت و شغف نیز ارادت

رہی ہے، جب سے ع خامہ انگشت بدن داں ہے اسے کیا کہئے یا ع خام بدم پختہ شدم، سوختم، اپنی پختگی، سوختگی نہ ہونے کے باوجود خام ہونے کے احساس ندامت کے ساتھ جب بھی خامہ فرسائی کی توفیق ایزدی ملی ہے، درویشانِ خدامت، مشائخِ اولیاءِ اللہ کی شخصیات پر لکھا ہے، کہ ع

لناس فیما یعشقون مذاہب،

آج میں حضرت شیخ سید شاہ محمد سلیمان پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع عظیم شخصیت پر کچھ سطور رقم کرنے کی ہمت و جسارت کر رہا ہوں

احب الصالحین و لست منہم - لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

گذشتہ دنوں ۱ شوال ۱۳۹۳ھ عید الفطر کی مبارک تقریب پر اپنے مخدوم مرشدی حضرت مولینا السید ناصر الدین اسد الرحمن شاہ صاحب قدسی قلندر اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہم (سابق آستانہ مبارک - بھوپال بھارت) (حال آستانہ - بھون ضلع جہلم) کی خدمت اقدس شرف باریابی کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے ہم پہنچایا، تو موصوف نے فرمایا کہ حضرت شاہ سلیمان پھلواروی رح ہمارے مرشد برحق تھے خانوادہ چشتیہ، قادریہ نیز قلندریہ میں ہمیں ان سے شرف نسبت ہے ان کا تذکرہ باعث خیر و برکت ہے، اس لئے اپنی دنیا میں خوش بختی اور عقبیٰ میں خوش نصیبی کے لئے اولیاءِ اللہ کا ذکر خیر ہی اپنے لئے موجب فوز و فلاح نیز مغفرت ہے وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

مرشد نا حضرت شاہ سلیمان پھلواروی رح کی من موہن اور پیاری شخصیت تھی۔ وہ اپنے عہد کے ایک امتیازی حیثیت اور غیر معمولی جامعیت کے قدسی نفس بزرگ تھے (۱)۔ عائلی و بدنی نیز اسلامی سیاست کے مقتدر، اعلیٰ رہنما (۲) نیز شریعت و طریقت کے امام، سحرالبیان، خطیب، بذلہ سنج ادیب، مجسمہ علم و عمل، ان کی عظیم شخصیت مسلمانان برعظیم کے لئے دینی پناہ گہ کی حیثیت رکھتی

۱ - تہذیب الاخلاق ۵۱۳۱۲۔

۲ - روئداد، ندوہ و جمعیتہ کانپور ۱۹۳۹ء۔

تھی، ان کی ساری زندگی ملک و ملت کی خدمت و تعمیر میں بسر ہوئی، تقریباً ۱ ساٹھ سال تک سرزمین ہند کا گوشہ گوشہ ان کے دل گداز مواعظ سے گونجتا رہا، ان کی پوری زندگی گویا ۱۸۵۷ء سے ۱۹۳۵ء تک کے سارے ملکی ہنگامہ خیز نشیب و فراز، قومی و ملی جدوجہد کی ایک مستقل تاریخ ہے (۱)۔

شاہ سلیمان پھلواری رح کے اساتذہ میں ملک کے مشاہیر علماء، مولانا عبدالحی فرنکی محلّی رح، شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رح، احمد علی سہارنپوری فاروق چڑیا کوٹی، مفتی میر عباس لکھنوی، حکیم عبدالمجید عظیم آبادی، سر فہرست ہیں، آپ زندگی بھر ایک جوان بخت محنتی طالب علم کی طرح علمی سرچشموں کتب خانوں سے اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے، شاہ صاحب رح ممدوح کے مرشدین، و مشائخ حضرت شاہ علی (حبیب نصر) پھلواری رح - حضرت شاہ مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی - اور حضرت حاجی صاحب مولانا اسد اللہ مہاجر بکری رح وغیرہ ہم ہیں۔ شاہ سلیمان صاحب رح تادم زیست بلکہ اپنی عمر کے آخری لمحات تک اپنے سلاسل طیبہ کے تمام معمولات کے سختی سے پابند رہے (۲)۔

شاہ صاحب رح موصوف کے ہم عصر قومی رفقاء، سرسید، جسٹس امیر علی، حالی، محسن الملک، وقار الملک، مہاراجہ محمود آباد، سراغاخاں ثالث، شبلی نعمانی سید علی بلگرامی، مولانا سید احمد آروی، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا محمد حسین الہ آبادی، قاضی رضا حسین عظیم آبادی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، ہیں، حضرت شاہ پھلواری رح کی خطابت اور تقریر نے برعظیم ہند کی ہر دینی ادبی، قومی، علمی اور فنی تحریکوں کے مراکز پر گونج پیدا کی۔

نیز موصوف کے شاگردوں، مسترشدین اور استفادہ کرنے والوں کی فہرست میں، سلیمان منصور پوری، سید سلیمان ندوی رح، علامہ اقبال رح، سر عبد الرحیم رح،

۱ - خاتم سلیمانی۔

۲ - تذکرہ جاوید۔

سر عبدالقادر، سر علی امام، سید عبدالعزیز، آزاد سبحانی، خواجہ حسن نظامی، سید جالب دہلوی، اور اس دور کے دوسرے خطیبوں مصنفوں اور اہل نظر کے نام آتے ہیں، آپ کی شخصیت ان کا تجربہ علمی اور وسعت نظر ان کی معنوی اور روحانی رفعت و عظمت اور ان کی قومی و ملکی خدمات جلیلہ کا اندازہ کرنا زیادہ دشوار نہیں۔

ولادت:

حضرت شاہ سلیمان پھلواری رح صاحب کے جد امجد حضرت سید حکیم محمد محبوب عالم شاہ صاحب قادری رح تھے، اور آپ کے والد ماجد حضرت شاہ محمد داؤد صاحب جو فیض آباد میں شاہی طبیب تھے۔ ۱۸۵۸ء میں آپ کا مستقل قیام پھلواری میں ہوا، پھلواری عظیم آباد پٹنہ سے ملحق ایک قدیم اور مشہور مردم خیز بستی ہے، جس کی خاک سے ہر دور میں علماء و مشائخ اور شعراء پیدا ہوتے رہے ہیں (۱)۔

شاہ سلیمان پھلواری رح کا خاندان اسی پھلواری کا ممتاز اہل علم و فضل گھرانہ تھا، انہوں نے اسی سرزمین میں آنکھیں کھولیں تھیں اور قمری حساب سے پیدائش کا سہینہ محرم تھا، وہ دسویں تاریخ دن گذار کر شب کو پیدا ہوئے تھے، خاندانی روایات اور دینی ماحول کے سبب ان کی زندگی اسلام اور ملک و ملت کی سربلندی کے لئے وقف ہو چکی تھی، جہاد ملی کی لگن ان کو ورثہ میں ملی تھی۔

جامع شخصیت:

علوم دینیہ کے علاوہ اردو، فارسی اور عربی زبان دانی اور شعر و ادب، منطق و فلسفہ اور تاریخ و عمرانیات نیز طب جدید و قدیم وغیرہ سارے علوم

و فنون انہوں نے حاصل کئے تھے۔ اور اس دور کے ائمہ فن اور ارباب کمال سے حاصل کئے تھے، شیوخ حدیث کی تعداد تقریباً ساٹھ (۱)، علوم باطنی کی تعلیم و تربیت بھی اپنے عہد کے باکمال بزرگوں سے پائی تھی۔ پہلے اپنے خسر اور مرشد شاہنصر پھلواروی، پھر مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رح اور آخر میں حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی سے خلافت و اجازت پائی، ۱۳۰۴ھ میں جب حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں کافی عرصہ تک حاجی صاحب کی خدمت اقدس میں رہے، مثنوی کے درس میں شریک ہوئے، فیوض و برکات اور توجہات خصوصی سے سرفراز ہوئے، اجازت و خلافت پائی، نیز احسان و تصوف کے وہ تمام سلاسل جو برعظیم میں اور بیرون ملک رائج ہیں انہوں نے اکابر شیوخ سے حاصل کئے تھے، اس طرح وہ علوم ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے جامعیت کے مالک تھے (۲)۔

بہ علم و عمل، عالم بے مثال - بہ صدق و صفا، فرد بے اشتباہ

سحرالبیان خطیب :

وہ اپنی بے مثال خطابت اور روح پرور وعظ و تقریر کے اعتبار سے سارے برعظیم میں یگانہ عصر تھے، اپنے عہد کے عبقری، اور نابغہ روزگار سمجھے جاتے تھے، ان کی سحرالبیانی اور شعلہ نوائی ضرب المثل تھی۔ بات بات پر کوئی نشتر کی طرح چھبتا ہوا شعر، پھر مثنوی کے سوز و گداز اور ترنم، کی وجد آفرینی اس پر مزید ہوتی، سامعین وعظ سنتے تھے، سر دھنتے تھے، روتے تھے، تڑپتے تھے اور اپنے گفتار و کردار کا محاسبہ کرتے تھے دل سینوں میں پگھلے ہوئے ہوتے تھے، فکر و خیال کی صورتیں نکھری ہوئی ہوتی تھیں، صراط مستقیم ڈھونڈنے میں یا پانے میں کوئی دیر نہ لگتی تھی، نہ جانے اس

۱ - معارف اعظم گڑھ جولائی ۱۹۲۵ء -

۲ - شمس المعارف، ص ۴۴ مجموعہ مکاتیب از شاہ غلام حسنین پھلواروی، شاہ جعفر ندوی پھلواروی -

طرح کتنی زندگیوں کی راہیں بدل گئیں، اور کتنوں کے اخلاق سنور گئے، وعظ و تذکیر کے جلسوں میں علماء بھی ہوتے تھے، صوفیاء و مشائخ بھی ہوتے تھے، جدت پسند بھی ہوتے تھے، رجعت پسند بھی ہوتے تھے، خواص و عوام سبھی ہوتے تھے، الغرض درد و شوق و اثر و گداز اور روحانیت کی دولت سبھی یکساں سمیٹتے تھے، اور ایک انٹ کسک سب کے دلوں میں اپنا گھر بنالیتی تھی (۱)۔

قبلہ شاہ سلیمان صاحب رح اپنے لئے انداز بیان اتنا سادہ اور انوکھا اختیار کرتے تھے کہ آدمی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، دلائل و براہین کے پشتاروں کے عوض چند سادہ الفاظ میں جو باتیں انہوں نے ایک جلسے میں کہیں وہ ایسی ہیں کہ ہمیشہ کے لئے سامع کے ذہن و فکر پر مرتسم ہو کر رہ جائیں۔

دوسرے الفاظ میں شاہ سلیمان پھلواروی رح صاحب ایک وسیع النظر عالم، روشن ضمیر درویش خدامت، اور مقتدر رہنمائے ملت بزرگ ہی نہیں تھے، بلکہ ماہر تعلیم کی حیثیت سے بھی ان کا مقام بلند تھا، علی گڑھ یونیورسٹی، ندوہ، اسلامیہ کالج پشاور، شمس الہدیٰ پٹنہ، طبیبہ و حاجیہ کالج لکھنؤ، تکمیل العلوم کانپور، اسلامیہ کالج لاہور، انجمن حمایت اسلام لاہور، وغیرہم کتنے چھوٹے بڑے مدارس دینی، اسکولوں اور کالجوں کے قیام و استحکام میں شریک دخیل رہے، علمی درسگاہوں اور تعلیمی اداروں نیز فلاحی انجمنوں سے گہری دلچسپی لیتے رہے (۲)۔

صوفیاء کی اصلاح :

ہمارے حضرت شاہ مرشدنا سید اسدالرحمن قدسی صاحب مدظلہ کے مرشد و مقتدا

۱ - مضامین :- معارف، اعظم گڑھ، صدق لکھنؤ، منادی دہلی اور روزنامہ ہند جدید۔ کلکتہ جون جولائی ۱۹۳۵ء۔

۲ - خاتم سلیمانی از شاہ غلام حسنین پھلواروی صاحب۔

حضرت قبلہ شاہ سلیمان پھلواری صاحب رح کو اپنے دور کے نام نہاد پیروں، صوفیوں اور مشائخ زادوں کی اصلاح کی فکر بھی شروع ہی سے لاحق تھی۔ آپ کی ذات گرامی بجائے خود ایک ادارہ طریقت اور درسگاہ تصوف و احسان تھی۔ نصف صدی سے بھی زیادہ عرصہ تک انہوں نے ملک و ملت کی خدمت میں ہمہ تن سرگرم و مصروف رہ کر عملاً یہ بتا دیا کہ ایک سرخیل تصوف، اور ایک امام طریقت اور اہل نظر کی زندگی کیسی اور کیا ہونی چاہئے۔ ان کی تعلیم ”محبت“ تھی اور ان کی تحریک ”محنت“۔ یہی سبب تھا کہ ہر مکتب فکر کے لوگوں، قدیم و جدید میں یکساں مقبول و محترم نیز مخدوم تھے، اور مختلف و متضاد عناصر کے درمیان ان کی شخصیت مرکز اتحاد و یگانگت تھی (۱)۔

ما حاصل یہ کہ آپ بقول عبادت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

کا اعلیٰ مصداق تھے، بار بار انہوں نے یہ نکتہ ذہن نشین اور دل نشین کرانے کی کوشش کی کہ دراصل چیز خدمت خلق ہے (۲)

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد!

وفات :

حضرت شاہ سلیمان صاحب نے ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت رحلت فرمائی ان اللہ و انالیہ راجعون۔ ان کی ساری زندگی ایک نمونہ تھی، تمام علماء کے لئے بھی اور صوفیاء کے لئے بھی۔ انہوں نے ترک دنیا کبھی نہیں کیا رہبانیت سے بہت دور رہے، عام بندگان خدا سے

۱۔ ماہنامہ حقائق لکھنؤ ۵۱۳۵۴ رضوان (عربی) لکھنؤ ۵۴۱۳۵۴۔

۲۔ مقالہ :- ”اقبال اور شاہ سلیمان پھلواری“، ماہنامہ ریاض کراچی، از سید حسن مشوق ندوی پھلواری

کٹ کر کبھی نہ رہے اور اپنے آپ کو بت بھی کبھی بنتے نہ دیا، نہ ان کے عادات و معمولات مبارکہ میں تکلف تھا نہ ہی تصنع، نہ طبع مبارک میں تشف اور زہد کا شائبہ، ہر خورد و کلاں سے خندہ پیشانی سے ملتے، چھوٹوں کو ہمیشہ آگے بڑھاتے، گفتگو اور خطوں میں جا بجا مخاطب کا انداز ایسا تھا کہ جیسے بڑے آدمی کو مخاطب کر رہے ہوں، حضرت شاہ صاحب جتنے بڑے عالم، جتنے بڑے عارف اور جتنے بڑے دینی، سیاسی اور روحانی مقتدر راہنما تھے، اتنے ہی سادہ مزاج، قلندر مشرب، بے لوٹ و بے نفس، خلیق و دردمند، اور زندہ دل بزرگ تھے۔

نظر بلند، و سخن دل نواز و جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

ارشادات، ملفوظات، مکاتیب کی روشنی میں:

”زندہ بلی مردہ شیر سے بہتر ہے“

”پیری و مریدی بمعنی مملوک و مالک کہیں نہیں لکھی، عوام سمجھتے ہیں کہ مرید نے اپنے آپ کو پیر کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے، یہ باتیں کتاب و سنت کے موافق نہیں ہیں جس کے قبضہ قدرت میں ہم ہیں اسی نے ہم جاں بازوں کو خرید کیا ہے۔“

”تو اے عزیز! حقیقت یہ ہے کہ حافظ و جاسی رح کے کسی شعر کے معنی و مطالب یا ظاہر آیات قرآنی و احادیث سے کوئی نکتہ یا لطیفہ پیدا کرنا حقائق و معارف نہیں حقائق و معارف وہ ہیں جو سیرالی اللہ اور سیرفی اللہ میں مدرکات ہوتے ہیں۔“

”شکر گزاری کی عملی صورت یہی ہے کہ جس پر خدا کا کرم ہو، وہ اس کے بندوں پر کرم کرے۔ اور شکر گزاری کی بدولت نعمت بالائے نعمت پائے۔“

”بزرگوں کا ہاتھ چومنا مستحب ہے بعض صحابہ رض نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بلکہ قدم مبارک بھی چوما ہے، اور حضرت عمر رض کا ہاتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے چوما تھا، اور حضرت علی رض نے اپنے چچا حضرت عباس رض کا ہاتھ چوما، (شمس المعارف: ص ۸۰ مکتوب بنام صاحبزادہ شاہ غلام حسنین پھلواری رح)

”سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا ہے:- علم ہنر اور حکمت سمندر ہے، علماء ہنر کے کنارے گھومتے رہتے ہیں، حکماء و فلاسفہ بیچ سمندر میں غوطے کھاتے رہتے ہیں اور عارفین مزے سے نجات کی کشتیوں میں سیر کرتے پھرتے ہیں،“ ایضاً (ص-۱۲۹ مکتوب بنام شاہ عزیز فریدی رح-)

”سالک کو سلوک کے درمیان جو ادراکات ہوتے ہیں وہ چار طرح سے ہیں - رویت، معاملہ، واقعہ، مکشفہ -

(۱) رویت: اس کو کہتے ہیں جو گہری نیند میں واقعات معلوم ہوتے ہیں -

(۲) اور معاملہ: وہ ہے جو بین النوم و اليقظہ دیکھا جاتا ہے - اور

(۳) واقعہ: وہ ہے کہ اذکار و اشغال کی مشغولی میں جو بے خودی ہوتی ہے اس حالت میں دیکھا جائے - اور

(۴) مکشفہ: وہ ہے کہ جو بے مشغولی اذکار و اشغال بے خودی واقع ہو، اور اس میں دیکھا جائے - الہام اس کے ماوراء ہے (ایضاً ص-۲۵۷ مکتوب بنام عبدالغفور بنگلوری) -

